سلسلہ اصلاحی مواعظ 3

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو۔ (القرآن)

والدین کے حقوق

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

استاذ جامعہ فاروقیہ، امام وخطیب جامع مسجد رفاہِ عام

مکتبہ فکرِ آخرت

سلسلہ اصلاحی مواعظ ۳

والدین کے حقوق

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی
استاذ جامعہ فاروقیہ، امام وخطیب جامع مسجد رفاہِ عام

مکتبہ فکرِ آخرت

فہرست

نامِ وعظ	:	والدین کے حقوق
واعظ	:	حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی
تاریخ طبع	:	رجب/۱۴۳۲ھ بمطابق جون ۲۰۱۱ء
تعداد	:	۱۱۰۰
ناشر	:	مکتبہ فکرِ آخرت

ملنے کا پتہ

مکتبہ فکرِ آخرت

جامع مسجد رفاہِ عام، ملیر ہالٹ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريمo أما بعد!

فأعوذ بالله من الشيطٰن الرجيمo بسم الله الرحمٰن الرحيمo

وَقَضٰی رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَاناً إِمَّا یَبْلُغَنَّ عِندَکَ الْکِبَرَ أَحَدُھُمَا أَوْ کِلَاھُمَا فَلَا تَقُل لَّھُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُل لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیْماًo وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْراًo(۱)

اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُنہیں اُف تک نہ کہو اور نہ اُنہیں جھڑکو بلکہ اُن سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو اور اُن کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے اُن کے سامنے اپنے آپ کو اِنکساری سے جھکاؤ اور یہ دُعا کرو کہ "یا رَبّ! جس طرح اُنہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی اُن کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔"

انسان پر مختلف ادوار:

محترم سامعین! اللہ رب العزت نے انسان کو بنایا ہے اور اس پر مختلف حالات وادوار طاری فرمائے ہیں انسان کا ایک دور تو وہ ہے جب انسان کا دنیا میں وجود ہی نہ تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

"ھَلْ أَتٰی عَلَی الْإِنسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُن شَیْئاً مَّذْکُوراً "(۲)

کیا انسان پر ایک زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں یہ قابل ذکر ہی نہیں تھا۔

---

(۱) سورہ بنی اسرائیل۔

(۲) سورہ دھر۔

کائنات میں اس انسان کا وجود ہی نہیں تھا، پھر اسکا وجود اللہ تبارک وتعالیٰ نے غذاؤں کی شکل میں پیدا فرمایا، پھر غذاؤں سے عناصر اربعہ سے جڑتے جڑتے، بنتے بنتے وہ مادّہ جس سے انسان بنتا ہے مرد کی پشت میں تیار ہوا، پھر وہاں سے رحم مادر (یہ بھی زندگی کا ایک دور ہے) میں منتقل ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ، ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ، ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَاماً فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْماً ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقاً آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ "(۱)

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا، پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا، پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا تو اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے بابرکت ہے۔

اللہ پاک نے اس آیت میں انسان کی تخلیق کے سات مراحل بیان فرمائے، ہر مرحلے میں خالقِ قدرت کی کاریگری کی بے شمار مثالیں ہیں۔

پہلا مرحلہ: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ "

ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

چونکہ مٹی سے انسان کی تمام غذائیں پیدا ہوتی ہیں اور پھر یہ غذائیں انسانی جسم کا جُز بن جاتی ہیں اس لئے فرمایا کہ ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا، پھر اسی جز سے نطفہ یعنی پانی کا قطرہ تیار کیا گیا۔

---

(۱) سورہ مؤمنون۔

دوسرا مرحلہ: "ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ"

پھر ہم نے اُسے ٹپکی ہوئی بوند کی شکل میں ایک محفوظ جگہ پر رکھا۔

پھر وہ پانی کا قطرہ جس کو قرآن نے ماءِ مہین کہا، گندا پانی جو بدن کے ساتھ لگ جائے تو صاف کئے بغیر چین نہ آئے، اس حالت میں اللہ کے دربار میں کھڑے ہونے کے قابل نہ رہا، پھر اس قطرے کو رحم مادر میں منتقل فرمایا۔

تیسرا مرحلہ: پھر چالیس یوم تک اس پانی کو قطرہ ہی رہنے دیا،

" ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً"

اس کے بعد خون کا لوتھڑا بنا دیا۔

چوتھا مرحلہ: "فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً"

پھر اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا۔

پانچواں مرحلہ: " فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَاماً"

پھر اس لوتھڑے کے بعض اجزاء کو ہڈیوں میں تبدیل کر دیا۔

چھٹا مرحلہ: " فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْماً"

پھر ان ہڈیوں پر گوشت کو چڑھایا۔

(ان تمام مراحل میں عمومی طور پر چالیس دن کا زمانہ ہوتا ہے۔)

ساتواں مرحلہ: "ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقاً آخَرَ"

پھر اس کی تخلیق کی تکمیل ہوئی اس میں روح کو پھونک دیا۔

زندگی کا ابتدائی دور:

پھر وہاں سے گزرتے گزرتے جب دنیا کے پیٹ میں آیا (یہ بھی اس کی زندگی کا ایک مرحلہ ہے) تو کیفیت کیا تھی سوائے رونے کے آدمی کو کوئی اور کام اس وقت نہ آتا تھا، نہ کھانے کا پتہ نہ پینے کا پتہ اور نہ معلوم اسے کہ کہاں سے کھاؤں گا؟ کہاں سے پیوں گا؟ میرا ذریعہ معاش کیا ہوگا؟ وہ اپنی تمام ضروریات کو رونے سے پوری کرتا ہے، بھوک لگتی ہے تو روتا ہے، پیاس لگتی ہے تو روتا ہے، گرمی لگتی ہے تو روتا ہے، سردی لگتی ہے تو روتا ہے، رو رو کر اپنی تمام ضروریات کو پورا کرتا ہے، اپنے مسائل کو حل کرواتا ہے، ماں اس کو روتا دیکھ کر تڑپ جاتی ہے، پریشان ہو جاتی ہے، رونے لگتی ہے، اپنی نیندیں قربان کر دیتی ہے بچے کے لئے اور اس بچے کی خوراک کا، اس بچے کے لباس کا، اس بچے کی ضروریاتِ زندگی کا بندوبست کرتی ہے، یہ دور بھی اور یہ زمانہ بھی گزرتا گیا۔

جوانی کا دور:

انسان جوانی میں آتا ہے تو پھر آدمی کی حالت ہی بدل جاتی ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"الشباب شعبة من الجنون" [1]

یہ جوانی جنون کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

جوانی کے زمانے میں انسان دیوانہ ہوتا ہے جوانی کے زمانے میں انسان جس کام میں لگ جاتا ہے اپنی صلاحیتیں اس کام میں لگانا شروع کر دیتا ہے اپنی جوانی کی تمام تر توجہ کو اس کام میں قربان کر دیتا ہے، صحیح ماحول مل جائے تو جوانی کی صلاحیتیں خیر کے کاموں میں لگ جاتی ہیں

---

(۱) مشکوۃ المصابیح۔

اور اگر صحیح ماحول نہ مل سکا تو ساری صلاحیتیں اور قوتیں باطل پر خرچ ہوجاتی ہیں پھر بار بار سمجھاؤ بھی لیکن کسی کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا، کسی کی بات برداشت نہیں کرتا اپنی منشاء کے خلاف اور اپنی مرضی کے خلاف کسی کی بات آجائے تو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا، سورۃ یوسف میں اللہ رب العزت نے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو ذکر فرمایا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے متعلق برادران یوسف علیہ السلام کا مشورہ ہوا کہ ابا جان یوسف سے بہت محبت کرتے ہیں وہ محبت وہ پیار اور وہ شفقت ہم سے نہیں ہے تو کہنے لگے:

"إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ"(۱)

لگ رہا ہے ہمارے ابا جان بے راہ روی کا شکار ہیں۔

جوانی میں آدمی باپ کو بھی پاگل سمجھ رہا ہوتا ہے، باپ کو بھی دیوانہ سمجھ رہا ہوتا ہے اسلئے کہ اس میں جوانی کا جنون ہوتا ہے۔

عمر کے ہر حصے میں اعتدال مطلوب ہے:

نبی پاک ﷺ نے اس جوانی کے زمانے میں ہمیں اعتدال سکھایا ہے، بڑھاپے کے زمانے میں ہمیں اعتدال سکھایا ہے حالانکہ آپ جانتے ہیں جب جوانی ڈھل جاتی ہے تو اب بڑھاپا آتا ہے آدمی کے اعضاء کمزور ہوجاتے ہیں، دیکھنا بھی کمزور ہوجاتا ہے، سننا بھی کمزور ہوجاتا ہے، ٹانگوں میں طاقت وقوت نہیں ہوتی ہے، کمزوری ہی کمزوری ہوتی ہے اور بقول ایک حکیم کے، ان کے پاس ایک بڑے میاں گئے علاج کروانے کے لئے، کہنے لگے حکیم صاحب

---

(۱) سورۃ یوسف۔

یہاں درد ہے، حکیم نے کہا بڑھاپا ہے، بوڑھے نے کہا سر میں درد ہے، کہا بڑھاپا ہے، آنکھیں کام نہیں کر رہیں، کہا بڑھاپا ہے، بڑے میاں کو غصہ آگیا تو انہوں نے گالی دے دی اور کہا کہ ایک ہی بات کی رٹ لگا رکھی ہے بڑھاپا ہے، بڑھاپا ہے، بہت ڈانٹا، حکیم صاحب نے کہا: یہ بھی بڑھاپا ہے یقیناً جب انسان پر بڑھاپا طاری ہوتا ہے تو یہی کیفیت ہوتی ہے۔

بڑھاپے کی قدر:

اللہ نے ہمیں ایسا دین دیا ہے جس دین میں بڑھاپے کی بھی قدر کی گئی ہے، آنحضرت ﷺ کا فرمان گرامی ہے کہ اگر بڑھاپے کے زمانے میں آدمی وہ اعمال نہ کر سکا جو جوانی میں کرتا تھا تو اللہ پاک اس کی جوانی والے اعمال لکھتے رہیں گے اور ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا جس کے اسّی (۸۰) سال اسلام میں ہو جائیں یعنی اسّی (۸۰) سال کا بوڑھا ہو جائے تو اللہ تعالی آسمانوں میں لکھ دیتے ہیں:

''هٰذَا عَتِيقُ اللّٰهِ'' (۱)

یہ اللہ کا آزاد کردہ ہے، اللہ نے اس کو جہنم سے بری کر دیا ہے۔

اس لئے کہ یہ اسلام میں بوڑھا ہو گیا ہے، اسلام میں اس کے بال سفید ہو گئے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس بوڑھے کی بھی قدر بتائی ہے، اس کو آدمی معمولی نہ سمجھے اللہ کی عطا ہے، اللہ کا فضل ہے بڑھاپے میں انسان اللہ کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے آخرت کا خوف لگ جاتا ہے، آخرت کا ڈر لگ جاتا ہے مرنے کی تیاری میں لگ جاتا ہے، بہت بڑی سعادت کی بات ہے

---

(۱) تفسیر ابن کثیر۔

کہ انسان کو بڑھاپے میں آخرت کا ڈر نصیب ہو جائے، درد نصیب ہو جائے، آخرت کا غم پیدا ہو جائے قبر کا غم پیدا ہو جائے یہ بھی بہت بڑی سعادت ہے۔

آج نفرتیں کیوں؟

ہمارے گھروں کے اندر ہمارے ماحول میں ہمارے معاشرے میں بے شمار پریشانیاں ہیں، بے شمار مصائب ہیں، آج گھر گھر میں نفرت کی آگ لگی ہوئی ہے، باپ اور بیٹے کا جو تعلق ہونا چاہیے تھا وہ تعلق نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ نے جو بیٹے کو آداب بتائے ہیں کہ باپ کے یہ یہ آداب ہیں بیٹا ان آداب کی رعایت نہیں رکھتا والدین کو جو آداب اور چیزیں بتائی ہیں کہ اپنی اولاد کی تربیت ایسے کرو، وہ ان کا لحاظ نہیں رکھتے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آپس میں جنگ و جدال شروع ہو گیا، آپس میں جھگڑے شروع ہو گئے، گھروں میں منافرت پیدا ہو گئی اور دلوں میں بغض چھپا ہوا ہے، بیٹا باپ سے بغض رکھتا ہے اور باپ بیٹے سے بغض رکھتا ہے، بیٹی ماں سے بغض رکھتی ہے، ماں کے دل میں اولاد کی نفرت ہے، یاد رکھئے اگر یہ نفرتیں ہوں گی تو کبھی بھی ہمارے گھر صحیح نہیں ہوں گے کبھی بھی ہمارے گھروں میں سکون نہیں ہوگا۔

تو آیئے آج کی نشست میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اولاد کے ذمے والدین کے کیا کیا حقوق اور آداب ہیں؟

توحید اور رسالت کے بعد بڑا عمل خدمتِ والدین ہے:

قرآن مجید میں اللہ نے جہاں اپنی توحید کو ذکر فرمایا ہے وہاں توحید کے بعد جو سب

سے بڑا حق ذکر فرمایا وہ ماں باپ کا حق ذکر فرمایا ہے:

"وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِندَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلاھُمَا فَلاَ تَقُل لَّھُمَا اُفٍّ وَلاَ تَنْھَرْھُمَا وَقُل لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیْماً"

اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُنہیں اُف تک نہ کہو اور نہ اُنہیں جھڑکو بلکہ اُن سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔

"وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْراً"[1]

اور اُن کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے اُن کے سامنے اپنے آپ کو اِنکساری سے جھکاؤ اور یہ دُعا کرو کہ "یا رب! جس طرح اُنہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی اُن کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے۔"

اس آیت میں اللہ نے والدین کے سلسلے میں اہلِ ایمان کو چند ہدایات فرمائی ہیں:

(۱) والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو:

پہلی ہدایت یہ فرمائی: "وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً"

کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔

اللہ جل شانہٗ خالق ہے، اسی نے سب کو وجود بخشا ہے اس کی عبادت اور شکر گزاری بہر حال فرض اور لازم ہے اور اس نے چونکہ انسانوں کو وجود بخشنے کا ذریعہ ان کے ماں باپ کو بنایا اور

---

(۱) سورہ بنی اسرائیل۔

ماں باپ اولاد کی پرورش میں بہت کچھ دکھ تکلیف اٹھاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے حکم کے بعد ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا بھی حکم فرمایا۔

(۲) والدین کو لفظِ اُف بھی نہ کہو:

دوسری ہدایت یہ فرمائی:

"إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ"

کہ ماں باپ دونوں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو ان کو "**اُف**" بھی نہ کہو۔

مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا کلمہ ان کی شان میں زبان سے نہ نکالو جس سے ان کی تعظیم میں فرق آتا ہو یا جس کلمے سے ان کے دل کو رنج پہنچتا ہو۔

لفظ **اُف** بطور مثال کے فرمایا ہے، بیان القرآن میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اردو کے محاورے کے مطابق اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ "ان کو ہوں بھی مت کہو۔"

ماں باپ کی تعظیم وتکریم اور فرمانبرداری ہمیشہ واجب ہے بوڑھے ہوں یا جوان، جیسا کہ آیات اور احادیث کے عموم سے معلوم ہوتا ہے لیکن بڑھاپے کا ذکر خصوصیت سے اس لئے فرمایا کہ اس عمر میں جا کر ماں باپ بھی بعض مرتبہ چڑچڑے ہو جاتے ہیں اور ان کو بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں اور اولاد کو ان کا اگلدان صاف کرنا پڑتا ہے، میلے اور ناپاک کپڑے دھونے پڑتے ہیں جس سے طبیعت بور اور مکدر ہونے لگتی ہے اور بعض مرتبہ تنگ دل ہو کر زبان سے الٹے سیدھے الفاظ بھی نکلنے لگتے ہیں تو اس موقع پر صبر اور برداشت سے کام لینا اور ماں باپ کا دل

خوش رکھنا اور رنج دینے والے ذرا سے لفظ سے بھی پرہیز کرنا بہت بڑی سعادت ہوتی ہے۔

حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ تو جب اُن کے کپڑے وغیرہ سے گندگی اور پیشاب پاخانہ صاف کرتا ہے، تو اس موقع پر اُف بھی نہ کہہ، جیسا کہ وہ بھی اُف نہ کہتے تھے جب تیرے بچپن میں تیرا پیشاب پاخانہ وغیرہ دھوتے تھے۔ (۱)

(۳) والدین کو مت جھڑکو:

تیسری ہدایت یہ فرمائی: ”وَلَا تَنۡهَرۡهُمَا“

کہ ان کو مت جھڑکو۔

جھڑکنا اُف کہنے سے بھی زیادہ بُرا ہے، جب اف کہنا منع ہے تو جھڑکنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ پھر بھی واضح فرمانے کے لئے خاص طور سے جھڑکنے کی صاف اور صریح لفظوں میں ممانعت فرمادی۔

(۴) والدین کے ساتھ ادب سے بات کرو:

چوتھی ہدایت یہ فرمائی: ”وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا“

یعنی ماں باپ سے خوب ادب سے بات کرنا اچھی باتیں کرنا۔

لب و لہجے میں نرمی اور الفاظ میں توقیر و تکریم کا خیال رکھنا، یہ سب قولاً کریماً میں داخل ہے۔

(۵) والدین کے سامنے تواضع اختیار کرو:

پانچویں ہدایت میں ارشاد فرمایا:

”وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ“

یعنی ماں باپ کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔

---

(۱) در منشور۔

اس کی تفسیر میں حضرت عروہؒ نے فرمایا کہ تم ان کے سامنے ایسی روش اختیار کرو کہ ان کی جو دلی رغبت ہو اس کے پورا ہونے میں تیری وجہ سے فرق نہ آئے اور حضرت عطاء بن ابی رباحؒ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ماں باپ سے بات کرتے وقت نیچے اوپر ہاتھ مت اٹھانا یعنی ہاتھوں سے اشارے نہ کرنا (جیسے برابر والوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے ہاتھوں سے اشارے کرتے ہو) جس طرح مرغی اپنے بچوں کے لئے اپنے پر جھکا دیتی ہے، ان کو پَروں میں چھپا لیتی ہے بچے اندر سے تنگ بھی کر رہے ہوتے ہیں تب بھی انھیں باہر نہیں دھتکارتی بلکہ اس تکلیف کو برداشت کرتی ہے اس طرح سے آپ کو اگر والدین سے کوئی اذیت ہو جائے تو برداشت کر لینا ان کے سامنے بچھ جانا اپنی عزت کو ختم کر دینا۔ (۱)

(۶) والدین کے حق میں دعا کرو:

چھٹی ہدایت یہ فرمائی کہ ماں باپ کے لئے یہ دعا کرتے رہا کرو:

"رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا"

کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں
نے مجھے چھوٹے پن میں پالا اور میری پرورش کی۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ "قُــــل" کے ذریعے اولاد کو حکم دیا کہ والدین کے حق میں یہ دعا کیا کرو اس سے معلوم ہوا کہ اولاد پر واجب ہے کہ وہ والدین کے حق میں دعا کریں۔ (۲) ایک حدیث میں ہے جب کوئی بندہ والدین کے حق میں دعا نہیں کرتا تو رزق کی تنگی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ (۳)

میرے عزیز جوانو! بات یہ ہے کہ کبھی اولاد حاجت مند تھی جو بالکل ناسمجھ اور ناتواں تھی، اس وقت ماں باپ نے ہر طرح کی تکلیف سہی اور دکھ سکھ میں خدمت کر کے اولاد کی پرورش کی،

---

(۱) تفسیرِ قرطبی۔
(۲) روح المعانی ص ۵۷ ج ۱۵۔
(۳) روح البیان ص ۱۷ ج ۵۔

اب پچاس ساٹھ سال کے بعد صورتِ حال الٹ گئی کہ ماں باپ خرچ اور خدمت کے محتاج ہیں اور اولاد کمانے والی ہے، روپیہ پیسہ اور گھر بار اور کاروبار والی ہے، اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کی خدمت سے نہ گھبرائے اور ان پر خرچ کرنے سے تنگ دل نہ ہو، دل کھول کر جان و مال سے ان کی خدمت کرے اور اپنے چھوٹے پن کا وقت یاد کرے اس وقت انہوں نے جو تکلیفیں اٹھائیں، ان کو سامنے رکھے اور بارگاہ خداوندی میں یوں عرض کرے کہ "اے میرے رب ان پر رحم فرما، جیسا کہ انہوں نے مجھے چھوٹے پن میں پالا اور پرورش کی۔"

ماں کو کمر پر اٹھانے سے بھی حق ادا نہ ہوگا:

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ ایک شخص اپنی والدہ کو کمر پر اٹھائے ہوئے طواف کرا رہا تھا اس نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ کیا میں نے اس طرح خدمت کر کے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک سانس کا حق بھی ادا نہیں ہوا۔ (۱)

قیامت کی دو علامتیں:

میرے قابل قدر نوجوان دوستو! جب جوانی آتی ہے تو آدمی شادی کر لیتا ہے بیوی پاس آجاتی ہے، اب ماں باپ کو وہ اہمیت نہیں دیتا جو دینی چاہیے تھی، ایک حدیث میں قیامت کی پندرہ علامت بیان کی گئیں ان میں سے دو یہ بھی ہیں۔

(۱) بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی:

"اَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ "(۲)

آدمی بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ص۳۵ ج۳۔

(۲) جامع ترمذی۔

آج یہی حال ہے کہ آدمی بیوی کو تو جی حضور کہتا ہے اور ماں کو ترچھی نگاہ سے دیکھتا ہے، ماں کی نگاہ دروازے کی طرف لگی رہتی ہے کہ میرا بیٹا کب صحیح سلامتی سے گھر واپس آئے گا وہ جب واپس آئے تو ماں سے سیدھے منہ بات ہی نہ کرے، بیوی کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کرے اور ماں کی جائز بھی پوری نہ کرے یہ بڑا ظلم ہے، بڑی زیادتی ہے ماں ماں ہے، بیوی بیوی ہے، ماں بیوی کا حق نہیں لے سکتی، بیوی ماں کا حق نہیں لے سکتی، اللہ تعالی نے دونوں کے حقوق مقرر فرمائے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک جوان ماں کا حق تو ادا کرے لیکن بیوی کے ساتھ زیادتی و ظلم کردے ایسا نہ ہو اور ایسا بھی نہ ہو کہ بیوی کا حق تو ادا کرے لیکن ماں کے ساتھ ظلم ہو جائے، ماں کے ساتھ زیادتی ہو جائے، ان دونوں ترازوں کے پلڑوں کو لیکر چلنا ہے جب تو اس انسان کی دنیا کامیاب بنے گی، جب تو اس کی آنے والی نسلیں اس کی فرماں بردار بنیں گی۔

(۲) دوست سے حسن سلوک اور باپ کے ساتھ بدسلوکی:

دوسری علامت یہ بیان فرمائی: ''اَدْنیٰ صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ''(۱)

دوست کو قریب کرے گا اور باپ کو دور کرے گا۔

آج یہی حالت ہے کہ دوست کے پاس بیٹھنے میں مزا آتا ہے اور باپ سے جی چراتا ہے، آج جوان سارا دن کام یا تعلیم میں مصروف رہتا ہے اور شام کا سارا وقت دوستوں میں بیٹھ کر گزارتا ہے، بوڑھے باپ کو اس وقت خدمت کی ضرورت ہے لیکن بدنصیب بیٹے کو باپ کے پاس بیٹھنے تک کی فرصت نہیں تو خدمت کیا کرے گا؟

---

(۱) جامع ترمذی۔

والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں ملتی ہے:

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”کُلُّ الذُّنُوْبِ یُؤَخِّرُ اللہُ مِنْھَا مَا شَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ ،فَاِنَّ اللہَ یُعَجِّلُہٗ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیَاۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ“[۱]

اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ کی سزا آخرت میں مقرر کی ہے لیکن والدین کی نافرمانی وہ گناہ ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا میں نقد دیتا ہے۔

ماں باپ کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے دو سزائیں دنیا میں ملتی ہیں، ایک تو یہ ہے کہ آدمی رزق سے محروم ہو جاتا ہے رزق اس کا تنگ کر دیا جاتا ہے اور دوسری سزا یہ ہوتی ہے کہ اس کی اولاد نافرمان اور باغی بن جاتی ہے۔

والدین کی نافرمانی بڑے گناہوں میں سے ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اَلْکَبَائِرُ الاِشْرَاکُ بِاللہِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ،وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ “[۲]

بڑے بڑے گناہ یہ ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا۔

(۲) والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۳) کسی جان کو قتل کر دینا (جس کا قتل کرنا قاتل کے لئے شرعاً حلال نہ ہو)۔

(۴) جھوٹی قسم کھانا۔

کبیرہ گناہوں کی فہرست طویل ہے، اس حدیث میں ان گناہوں کا ذکر ہے جو بہت بڑے ہیں اور ان میں والدین کی نافرمانی بھی ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔

---

(۱) الترغیب والترہیب ص ۲۲۵ ج ۳۔

(۲) صحیح بخاری۔

والدین کے نافرمان پر اللہ کی لعنت ہو:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سات قسم کے لوگوں پر لعنت کرتا ہے

پھر فرمایا: ”مَلْعُوْنٌ مَنْ عَقَّ وَالِدَيْهِ“

ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی۔ (۱)

کسی اور کو باپ بنانے اور کہنے والے پر اللہ کی لعنت:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”وَمَنِ ادَّعىٰ اِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ، لاَ يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلاً وَلاَ صَرْفاً“ (۲)

جس آدمی نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے بیٹے ہونے کی نسبت کی تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس کے نفلی اعمال قبول کرے گا اور نہ فرض اعمال۔

مسئلہ: کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی کو اپنا باپ بنائے یا بتائے یا کاغذات میں لکھوائے ایسا کرنا جائز نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مَنِ ادَّعَى اِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ“ (۳)

کہ جس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔

آج کل جو لوگوں میں اپنا نسب بدلنے، جھوٹا سید بننے یا اپنی قوم و قبیلے کے علاوہ کسی دوسرے قبیلے کی طرف منسوب ہونے کا رواج ہو گیا ہے یہ حرام ہے ایسا کرنے والے حدیث مذکور کی وعید کے مستحق ہیں۔

---

(۱) الترغیب والترہیب ص ۲۲۵ ج ۳۔
(۲) صحیح بخاری و مسلم۔
(۳) صحیح بخاری۔

مسئلہ: منہ بولا بیٹا بیٹی چونکہ اپنے حقیقی بیٹا بیٹی نہیں بن جاتے اس لئے اگر وہ محرم نہیں ہیں تو ان سے وہی غیر محرم والا معاملہ کیا جائے گا اور سمجھدار ہو جانے پر پردہ کرنے کے احکام نافذ ہوں گے، ہاں اگر کسی مرد نے بھائی کی لڑکی لے کر پال لی تو اس سے پردہ نہ ہوگا یا کسی عورت نے بہن کا لڑکا لے کر پال لیا تو اس سے بھی پردہ نہ ہوگا کیونکہ دونوں صورتوں میں محرم ہونے کا رشتہ سامنے آگیا، ہاں جس کا رشتہ محرمیت نہ ہوگا اس سے پردہ ہوگا، مثلاً: کسی عورت نے اپنے بھائی یا بہن کی لڑکی لے کر پال لی جس کا عورت کے شوہر سے کوئی رشتہ محرمیت نہیں ہے تو اس مرد کے حق میں وہ غیر محرم ہوگی اس سے پردہ ہوگا۔

والدین کے نافرمان کے اعمال قبول نہیں ہوتے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ثَلاَثَۃٌ لاَ یَقْبَلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْھُمْ صَرْفاً وَلاَ عَدْلاً: عَاقٌ ،وَلاَ مَنَّانٌ، وَمُکَذِّبٌ بِقَدَرٍ“(۱)

تین آدمی ایسے ہیں جن کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا: (۱) والدین کا نافرمان۔

(۲) احسان جتلانے والا۔ (۳) تقدیر کو جھٹلانے والا۔

والدین کو کہنا ”میں نہیں آتا“ یہ بھی بڑا گناہ ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا: اے موسیٰ! والدین کے نافرمان کا ایک جملہ میرے نزدیک بہت برا ہے موسیٰؑ نے پوچھا کہ اے اللہ! وہ کون سا جملہ ہے.........؟ تو اللہ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اپنے والدین کو یہ کہے

(۱) ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ۔

"لاَ لَبَّیْکُمَا" (میں تمہارے پاس نہیں آتا) یا اسی طرح سے اور کوئی لفظ کہے میں تمہاری بات نہیں سنتا وغیرہ وغیرہ۔ (۱)

ماں باپ کی طرف گھور کر دیکھنا بھی بدسلوکی میں شامل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک نہیں کیا جس نے والد کو تیز نظر سے دیکھا۔ (۲)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کو تیز نظروں سے دیکھنا بھی ان کے ستانے میں داخل ہے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ عقوق یعنی ماں باپ کو ستانے کی کیا حد ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ان کو (خدمت اور مال سے) محروم کرنا اور ان سے ملنا جلنا چھوڑ دینا اور ان کے چہرے کی طرف تیز نظر سے دیکھنا یہ سب عقوق ہے یعنی ان کو ستانے میں شامل ہے۔ (۳)

حضرت عروہ رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ اگر ماں باپ تجھے ناراض کردیں یعنی ایسی بات کہہ دیں جس سے تجھے ناگواری ہو تو ان کی طرف ترچھی نظر سے مت دیکھنا کیونکہ انسان جب کسی پر غصہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے تیز نظر سے ہی اس کا پتہ چلتا ہے۔ (۴)

اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے:

اسی طرح اولاد کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے علاقے میں ماں باپ کی توہین ہو، جس سے ماں باپ کی تذلیل ہو جائے ماں باپ لوگوں کے سامنے شرمندہ ہو جائیں، ایسی حرکت نہ کوئی بیٹا کرے نہ کوئی بیٹی کرے، اسے سمجھنا چاہیے کہ اگر میری حرکت کی وجہ سے میری ماں کو

---

(۱) کتاب البر والصلۃ لابن الجوزی۔

(۲) درمنثور ص ۱۷۱ ج ۴ از بیہقی فی شعب الایمان۔

(۳) درمنثور از ابن ابی شیبہ۔

(۴) درمنثور عن ابی حاتم۔

اذیت ہوگئی میرے باپ کو اذیت ہوگئی تو اللہ ناراض ہو جائے گا، اگر ماں کو ناراض کر دیا باپ کو ناراض کر دیا تو طے شدہ بات ہے کہ پھر اللہ بھی ناراض ہو جائے گا کیونکہ حدیث میں ہے:

''رِضَا اللّٰہِ فِیْ رِضَا الوَالِدِ وَسَخُطُ اللّٰہِ فِیْ سَخُطِ الوَالِدِ ''(۱)

اللہ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے:

''رِضَا الرَّبِّ فِیْ رِضا الوَالِدَیْنِ وَسَخُطُ الربِّ فِیْ سَخُطِ الوَلِدَیْنِ ''(۲)

اللہ کی رضا ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔

ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مِنَ الْکَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ.قَالُوا:یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ،وَھَلْ یَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ؟ قَالَ:نَعَمْ یَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ أَبَاہُ ،وَیَسُبُّ أُمَّہُ فَیَسُبُّ أُمَّہُ ''(۳)

کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے، حاضرین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (اس کی صورت یہ ہے کہ) کوئی آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ پلٹ کر گالی دینے والے کے باپ کو گالی دے دے اور کوئی آدمی کسی دوسرے شخص کی ماں کو گالی دے تو وہ پلٹ کر گالی دینے والے کی ماں کو گالی دے۔

ماں کے نافرمان کی شکل گدھے کی طرح ہوگئی:

حضرت عوام بن خوشب ؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کسی بستی میں اُترا اُس بستی کے

---

(۱) جامع ترمذی۔ (۳) صحیح بخاری ومسلم۔

(۲) الترغیب والترھیب ج۴، مشکوٰۃ فی باب البر۔

ایک کنارے پر ایک قبرستان تھا، عصر کے بعد دیکھا کہ ایک قبر ہے اس میں سے ایک آدمی نکلتا ہے جس کا سر گدھے کا اور باقی جسم انسان کا ہے تین بار گدھے جیسی آواز نکالتا ہے، پھر قبر بند ہوجاتی ہے میں نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو قبر کے پاس بیٹھی سُوت کات رہی تھی، ایک دوسری عورت نے مجھ سے کہا کہ وہ بوڑھی عورت دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: اس کا کیا قصہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ بوڑھی عورت اس قبر والے کی ماں ہے، میں نے کہا اس آدمی کا کیا قضیہ اور کیا ماجرا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ آدمی شراب پیتا تھا، پھر جب بھی اس کی ماں اس سے کہتی تھی کہ اے میرے بیٹے! اللہ سے ڈر کب تک یہ شراب پیتا رہے گا؟ تو وہ اپنی ماں کو جواب میں کہتا کہ اے پگلی! چپ ہوجاؤ گدھی کی طرح میرے سامنے چیخامت کرو، ایک دن اچانک عصر کے بعد اس کا انتقال ہوگیا، تو وہ عورت کہنے لگی کہ اس کے بعد سے ہر روز عصر کے وقت اس کی قبر پھٹتی ہے اور یہ اس سے نکلتا ہے اور گدھے جیسی تین آوازیں نکالتا ہے اور پھر واپس قبر اُس پر بند ہوجاتی ہے۔ (۱)

والدین کا نافرمان جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"وَاِیَّاکُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّ رِیْحَ الْجَنَّۃِ تُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ اَلْفِ عَامٍ، وَاللهِ لَا یَجِدُهَا عَاقٌّ" (۲)

والدین کی نافرمانی سے بچو بے شک جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے سونگھی جاتی ہے اللہ کی قسم والدین کا نافرمان اسے محسوس بھی نہیں کر سکے گا۔

---

(۱) الترغیب والترھیب ص ۲۲۶ ج ۳۔

(۲) الترغیب والترھیب ص ۲۲۵۔

وہ شخص ذلیل ہو جسے ماں باپ نے جنت میں داخل نہ کرایا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے (ایک مرتبہ) ارشاد فرمایا:

”رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ. قِيلَ: مَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَالْكِبَرِ أَوْ أَحَدَهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ“(۱)

وہ ذلیل ہو، وہ ذلیل ہو، وہ ذلیل ہو، عرض کیا گیا کون یارسول اللہ؟ فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کے وقت میں پایا پھر (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

ماں کے نافرمان کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہوا:

ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک جوان ہے جو موت کی سختی میں مبتلا ہے اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہورہا نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس نے زندگی میں کلمہ کبھی نہیں پڑھا تھا......؟ اس نے کہا جی اللہ کے رسول ضرور پڑھا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر کیا رکاوٹ ہے؟ پھر نبی اکرم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور اس شخص سے کہا: **لا الہ الا اللہ** کہو اس نے کہا: اے اللہ کے نبی نہیں پڑھ سکتا نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کیوں ......؟ اس نے کہا ماں کا نافرمان ہوں اس لئے، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا اس کی ماں زندہ ہے؟ بتایا گیا کہ جی زندہ ہے آپ ﷺ نے ماں کو بلوا کر فرمایا اس کو معاف کردو...... ماں نے کہا میں نہیں معاف کرتی کیونکہ اس نے میرا بہت دل دکھایا ہے، یہ اپنی بیوی کو میرے اوپر ترجیح دیتا تھا پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۸ از مسلم۔

کہ اگر اس کو آگ میں جلایا جائے تو تم برداشت کرلو گی؟ ماں فوراً تڑپ اٹھی نہیں نہیں اللہ کے رسول میں یہ منظر برداشت نہیں کرسکتی تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا پھر اس کو معاف کردو (ورنہ یہ جہنم کی آگ میں جلے گا) اور اللہ کو حاضر ناظر جان کر اور ہمیں گواہ بنا کے یہ کہو کہ میں اس سے راضی ہوں اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس سے راضی ہوتی ہوں پھر آپ ﷺ نے اس جوان سے کہا کہ پڑھو **لا الـــہ الا اللہ** تو فوراً اس کی زبان پر کلمہ جاری ہوگیا اور روح پرواز کرگئی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَنِیْ مِنَ النَّارِ"(۱)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے میری وجہ سے اس کو جہنم سے بچالیا۔

والدین کی نافرمانی کی چند صورتیں:

(۱) والدین کو رُلانا۔ (۲) والدین کو تیز نگاہ سے دیکھنا۔

(۳) والد کے آگے بلا ضرورت چلنا۔ (۴) والدین کا نام لے کر پکارنا۔

(۵) والدین کو غم پہنچانا۔ (۶) والدین کے خلاف عدالت میں مقدمہ پیش کرنا۔

(۷) والدین کے ساتھ جھڑک کر بات کرنا۔(۲)

یہ تمام صورتیں والدین کی نافرمانی میں شامل ہیں۔

والدین کے دس حقوق:

(۱) کھانا کھلانا۔ (۲) کپڑا پہنانا۔

(۳) خدمت کرنا۔ (۴) جب وہ بلائیں تو فوراً حاضر ہونا۔

---

(۱) الترغیب والترہیب ص۱۱۰ ج۴۔

(۲) الادب المفرد للبخاری ص۱۳۲۔

(۵) بلاضرورت آگے نہ چلے۔ (۶) نرم بات کرنا۔
(۷) نام لے کر نہ پکارے۔ (۸) ان کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔
(۹) ان کے لئے دعائیں کرتا رہے۔
(۱۰) جب وہ کوئی حکم دیں تو اس کو پورا کرنا لیکن شرط یہ ہے کہ گناہ کا حکم نہ دیں۔

اللہ کی نافرمانی میں والدین کی اطاعت جائز نہیں:

میرے بھائیو دوستو بزرگو! آنحضرت ﷺ نے ہمیں جو دین دیا ہے اس دین میں اعتدال بتایا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول! ماں تو نافرمان ہے، صرف نافرمان نہیں بلکہ حالتِ کفر میں ہے، میں کیا کروں وہ مسلمان نہیں ہو رہی، میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں اور مجھ سے یہ کہہ رہی ہے کہ اے سعد! یہ کون سا دین ہے جو تو نے اختیار کر لیا ہے؟ یا تو تم اس دین کو چھوڑ دو ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی حتیٰ کہ مر جاؤں گی تو تجھے لوگ عار دلائیں گے کہ دیکھو اس کی وجہ سے اس کی ماں مر گئی ہے اور لوگ تجھے کہیں گے اے ماں کے قاتل! تو میں نے ماں سے کہا امی جان آپ ایسا نہ کریں میں اس دین کو کسی وجہ سے بھی نہیں چھوڑ سکتا، تو ایک دن میری والدہ نے ایسا گزارا کہ نہ کھایا نہ پیا اور رات بھی ایسے ہی گزار دی صبح ہوئی تو بڑی مشقت میں پڑی ہوئی تھیں میں نے جب ان کو دیکھا تو میں نے کہا! اے اماں جان آپ جان لیں خدا کی قسم اگر آپ کی سو (۱۰۰) جانیں بھی ہوتیں اور ایک ایک کر کے نکل جاتیں تو میں پھر بھی اپنا دین نہ چھوڑتا اگر آپ چاہیں تو کھانا کھا لیجئے اور نہ کھانا چاہیں تو مت کھایئے میں تو ہرگز یہ دین نہ

چھوڑوں گا پس جب میری امی نے میری استقامت کو دیکھا تو انہوں نے کھانا شروع کر دیا اور اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

”وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْناً وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ “(۱)

اور ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اگر وہ تم پر زور ڈالیں کہ تم میرے ساتھ کسی ایسے (معبود) کو شریک ٹھہراؤ جس کے بارے میں تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو اُن کا کہنا مت مانو۔ میری ہی طرف تم سب کو لوٹ کر آنا ہے، اُس وقت میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

اس آیت میں گویا کہ یہ حکم ملا کہ ماں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا، ہاں ماں کی اطاعت وہاں نہ کرنا جہاں تجھے اللہ کی نافرمانی کا حکم دے اور اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا حکم دے، اسکے علاوہ ماں کی اطاعت کو لازم سمجھنا، ماں کی فرمانبرداری کو لازم سمجھنا۔ (۲)

اس کے علاوہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

” لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ “(۳)

مخلوق کی اطاعت وہاں جائز نہیں جہاں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو۔

والدین اولاد کی دینداری میں رکاوٹ نہ بنیں:

والدین کو بھی چاہیے کہ اپنی اولاد کو اللہ کی نافرمانی کا حکم ہرگز نہ دیا کریں، اگر والدین ان کو اللہ کی اطاعت کا درس دیں گے تو یہ اولادیں والدین کی بھی فرمانبردار ہوں گی، آج تو ماں

(۱) سورہ عنکبوت آیت نمبر ۸۔ (۳) مشکوۃ کتاب الامارۃ والقضاء ص ۳۲۱۔

(۲) تفسیرِ قرطبی ج ۷ ص ۲۱۳، تفسیر ابنِ کثیر ج ۵ ص ۴۴۔

باپ کا یہ تصور ہو گیا ہے کہ اولاد بس ہماری فرماں بردار ہو، دیندار ہو یا نہ ہو، آج کے معاشرے میں بسا اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر بیٹا دینداری اختیار کر لیتا ہے نماز کا پابند ہو جاتا ہے، مسجد کا عادی ہو جاتا ہے غیر محرم خواتین سے میل جول چھوڑ دیتا ہے تو والدین کی طرف سے سختی شروع ہو جاتی ہے، طعنے ملنے شروع ہو جاتے ہیں اگر داڑھی رکھ لیتا ہے تو مذاق اڑایا جاتا ہے، اگر بیٹی باپردہ بن جاتی ہے تو گھر کی زمین اس پر تنگ ہو جاتی ہے اسے سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے، طنزیہ جملے کسے جاتے ہیں، تمسخر کیا جاتا ہے، یاد رکھیں دین کے کسی بھی جز کا یا نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کا مذاق اڑانا اندیشہ کفر ہے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

اب ہم ان احادیث کو ذکر کرتے ہیں جن میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کے فضائل اور فوائد بیان کیے گئے ہیں۔

حجِ مقبول کا ثواب:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''مَا منْ وَلَدِ ینظرُ الی والدیه نظرَةرحمةالا کتب الله له بکلِّ نظرةٍ حجّةً مبرورةً.قالوا:وأن نظرَ کلَّ یومٍ مائةَ مرّةٍ؟قال:نعم، الله اکبرُ وأطیبُ''[۱]

جو آدمی اپنے والد یا والدہ کو ایک مرتبہ محبت کی نگاہ سے دیکھے گا اس کے لئے مقبول حج اور عمرے کا ثواب لکھ دیا جائے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اگر روزانہ سو بار دیکھے تو کیا سو حجوں اور عمروں کا ثواب ملے گا......؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اللہ بڑی رحمت والا ہے (یعنی اس کی رحمت سے کوئی بعید نہیں کہ والدین کی زیارت پر اس قدر ثواب عطا فرمائے)۔

---

(۱) مشکوٰۃ کتاب البر۔

والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ بَابُ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاضِعْ هٰذَا الْبَابَ اَوِاحْفِظْهُ ''(۱)

باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیان والا دروازہ ہے، اگر تم چاہو تو اس کو ضائع کر دو اور چاہو تو اس کی حفاظت کر لو، فرمایا جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ وہ جنت میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ والد کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حال میں شام کرے کہ اس کے والدین اس سے راضی ہوں یا اس حال میں صبح کرے کہ اس کے والدین اس سے راضی ہوں تو جنت کے دو دروازے اس کے لئے کھلے ہوئے ہیں اور جو شخص اس حال میں صبح یا شام کرے کہ اس کے والدین اس سے ناراض ہوں تو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ (۲)

معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد جاہمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:

''یَا رَسُوْلَ اللهِ أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ '' میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے ''وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِیْرُکَ'' اور میں آپ ﷺ سے اس بارے میں مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں ''فقال هل لک ام'' آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تمہاری ماں ہے؟ ''قَالَ: نَعَمْ'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! ہیں ''قَالَ فَالْزَمْهَا'' آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر انہی کے پاس اور انہی کے خدمت

---

(۱) جامع ترمذی۔

(۲) تفسیرِ قرطبی ص ۱۵۹ ج ۵۔

میں رہو،" فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا": ان کے قدموں میں تمہاری جنت ہے۔[1]

اسکا مطلب ہے کہ آدمی ماں کے قدموں کے ساتھ جا کر چمٹ جائے اور ماں کی خدمت کرے، ماں کے لئے تواضع اختیار کرے اور اگر ماں کے قدموں کو دھو کر پی لے تو یہ بھی انسان کے لئے سعادت ہے رسول پاک ﷺ نے والدین کو یہ عزت دی ہے جوانوں کو یہ بات سمجھائی ہے کہ دیکھو اپنے ماں باپ کے ساتھ زیادتی نہ کرنا، اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

ماں اور خالہ کے ساتھ حسنِ سلوک بڑے گناہوں کا کفارہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ:

"اِنِّی أَذْنَبْتُ ذَنْباً عَظِیْماً فَهَلْ لِی مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: هَلْ لَکَ مِنْ أُمٍّ؟ قَالَ: لاَ. قَالَ: فَهَلْ لَکَ مِنْ خَالَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَبِرَّهَا."[2]

حضرت! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے، تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے (اور مجھے معافی مل سکتی ہے) آپ ﷺ نے پوچھا: تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ: ماں تو نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ: ہاں خالہ موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کی خدمت اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو (اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمہاری توبہ قبول فرمالے گا اور تمہیں معاف فرمادے گا)۔

آج کل خالاؤں کے ساتھ چچاؤں کے ساتھ انسان کا مزاج نہیں ملتا، اللہ حفاظت فرمائے، نفرتیں پھیلی ہوئی ہیں، عداوتیں پھیلی ہوئی ہیں، بغض پھیلا ہوا ہے، غیر محرموں اور اجنبیوں کے ساتھ تو

---

(۱) مسند احمد، سنن نسائی۔

(۲) جامع الترمذی۔

ہنس ہنس کر باتیں کرتا ہے مگر جن کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم ہے ان سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔

ماں کی خدمت پر جنت میں قرآن پڑھنے کی نعمت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں سو گیا اور میں نے جنت کو دیکھا تو میں نے ایک قاری کی آواز کو سنا جو قرآن پڑھ رہا تھا، میں نے کہا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدمت ایسی ہی ہوتی ہے، خدمت ایسی ہی ہوتی ہے، یہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی والدہ کے خدمت گار تھے۔ (۱)

والدہ کی خدمت پر جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی:

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو تباہ ہو جائے بھول کر کیا ہے یا جان کر؟ کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ تو اس نے کہا ہاں، فرمایا: ماں زندہ ہے؟ کہا نہیں خدا کی قسم میرا باپ زندہ ہے، فرمایا: جا اس کے ساتھ حسن سلوک کر اور اچھا معاملہ کر پھر جب وہ جانے لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں عمر کی جان ہے اگر اس کی ماں زندہ ہوتی اور یہ اس کی خدمت کرتا اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرتا تو مجھے امید تھی کہ اس کو کبھی بھی آگ اپنا لقمہ نہ بناتی۔ (۲)

ماں کی خدمت کی وجہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یمن سے ایک آدمی

---

(۱) احمد والبیہقی فی الشعب۔

(۲) ابن الجوزی فی کتاب البر۔

تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اویس بن عامر قرنی ہوگا، یہ شخص ماں کا خدمت گزار ہے اس خدمت گزاری کی وجہ سے یہ یمن میں رکا ہوا ہے اس کا اللہ کے ہاں مقرب ہونے کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ پر قسم بھی کھالے تو اللہ اس کی قسم کو پورا کردے گا، جب بھی وہ تمہارے پاس آئے تو اس سے اپنے حق میں دعا واستغفار کرانا۔ (۱)

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دعا کروائی، ان کا تابعین میں سب سے بڑا مقام ہے ماں کی خدمت کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے نہ آسکے، ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو انہوں نے اپنی ماں کے حالات بتائے اور مدینہ آنے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں روک دیا اور ماں کی خدمت کرنے کا حکم دیا۔

خدمت میں والدہ کا حق والد سے مقدم ہے:

نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آئے اور انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے اوپر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ "قال: أُمّک" آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں کا، "قال: ثمَّ من؟" پھر پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ اس کے بعد کس کا ہے؟ "قال: ثمَّ أمّک" آپ نے فرمایا: تیری ماں کا، "قال: ثمَّ من؟" پھر انھوں نے یہ پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ اس کے بعد کس کا ہے؟ "قال: ثمَّ أمّک" آپ نے پھر فرمایا: تیری ماں کا، "قال: ثمَّ من؟" پھر انھوں نے پوچھا اس کے بعد پھر کس کا ہے؟ "قال ثمَّ أباک" آپ نے فرمایا: تیرے باپ کا۔ (۲)

---

(۱) مسلم ومرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱۱ ص ۳۹۸۔

(۲) صحیح بخاری۔

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ماں کے حق کو تین دفعہ ذکر فرمایا اس لئے کہ ماں نے اکیلے تین بڑی مشقتیں اٹھائیں۔

(۱) حمل کی مشقت:

ماں اپنے بچے کو کم وبیش ۹ ماہ مسلسل پیٹ میں اٹھاتی ہے اور اس زمانے میں بے پناہ تکلیف برداشت کرتی ہے، ہر اعتبار سے یہ زمانہ محتاط ہو کر گزارتی ہے کہ بچے کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اسی کو قرآن میں اس طرح ذکر فرمایا:

"حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْناً عَلٰى وَهْنٍ"(۱)

اس کی ماں نے اُسے کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے پیٹ میں رکھا۔

(۲) ولادت کے وقت کی مشقت:

جب بچے کی ولادت ہوتی ہے تو اس وقت کی تکلیف اور درد صرف ماں ہی برداشت کرتی ہے یہی مشقت کبھی عورت کے لئے موت کا سبب بن جاتی ہے اس کو اللہ نے یوں ذکر فرمایا: "حَمَلَتْهُ اُمُّهُ كُرْهاً وَّوَضَعَتْهُ كُرْهاً"(۲)

اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اسے (پیٹ میں)
اُٹھائے رکھا اور بڑی مشقت سے اُس کو جنا۔

(۳) دودھ پلانے کی مشقت:

یہ زمانہ بھی عورت کیلئے باعث تکلیف ہوتا ہے بسا اوقات اپنی پسندیدہ چیزوں کو بھی بچے کو نقصان سے بچانے کے لئے نہیں کھا پاتی، جانوروں اور پرندوں کے بچے تو پھر اس زمانے

---

(۱) سورہ لقمان۔

(۲) سورہ احقاف۔

میں کسی حد تک ہاتھ پاؤں مار کر اپنی خوراک تک پہنچ جاتے ہیں لیکن انسان کا بچہ اس زمانے میں بڑا ہی کمزور ہوتا ہے، ماں اس کی نجاست بھی صاف کرتی ہے اور اسے ماں ہی سب کچھ سکھاتی ہے اس لئے ان تین مشقتوں کی وجہ سے ماں کی خدمت کو تین بار ذکر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ خدمت میں ماں کا حق مقدم ہے۔

احترام وتعظیم میں والد کا حق مقدم ہے:

لیکن چونکہ اللہ کا ارشاد ہے: ''وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ''(۱)

کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

اور فرمایا: '' الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ''(۲)

مرد عورتوں کے نگران ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔

اس آیت میں مردوں کی عورتوں پر فضیلت کے دو اسباب ذکر فرمائے:

(۱) اللہ نے مرد کو عقل و دانش، صبر و حوصلہ عورت سے زیادہ دیا۔

(۲) عورت کے تمام اخراجات مرد اٹھاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ باپ کا درجہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے تعظیم وتکریم میں باپ کا حق ماں سے مقدم ہے۔

والدین اگر زیادتی کریں تو؟

میرے بھائیو دوستو بزرگو! ہم اس بات کو سوچیں کہ ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو،

---

(۱) سورۃ النساء۔

(۲) سورۃ النساء۔

ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میرے ماں باپ میرے ساتھ زیادتی کریں تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر زیادتی کریں تب بھی صلہ رحمی کا حکم دیتا ہوں، پھر انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر زیادتی کریں تو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر بھی صلہ رحمی کا حکم دیتا ہوں، پھر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر وہ پھر بھی زیادتی کریں......؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بھی صلہ رحمی کا حکم دیتا ہوں، آپ زبان سے نازیبا کلمہ مت نکالیئے گا، ترچھی نگاہ سے ماں کو مت دیکھئے گا، ترچھی نگاہ سے باپ کو مت دیکھئے گا اور غلط الفاظ سے باپ کو مت پکاریئے گا، اچھے نام سے پکاریئے گا، اولاد جب جوان ہوتی ہے تو ماں باپ کی عزت کی رعایت نہیں کرتی۔

والدین کی خدمت کے دنیاوی فوائد:

(۱) عمر اور رزق میں برکت:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَن سَرَّهُ أَن يُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ وَيُزَادَ
فِي رِزْقِهِ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ"(۱)

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور اس کے رزق میں وسعت ہو اسے چاہیے کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلح رحمی کرے۔

---

(۱) الترغیب والترہیب ص ۲۱۷ ج ۳۔

(۲)اولاد فرمانبردار ہوگی:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”برُّوا آبائکُمْ تبرُّکُمْ أبْنَائکُمْ ،وَعِفُّوا تعِفُّ نِسَاؤُکُمْ“(۱)

اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو تمہاری اولادیں تمہارے ساتھ نیکی کریں گی اور تم پاکدامنی اختیار کرو تمہاری عورتیں بھی پاکدامن رہیں گی۔

یعنی تم لوگوں کی عورتوں کی طرف دیکھنے سے اپنی نظروں کو محفوظ رکھو کوئی تمہاری عورتوں کو بھی نہیں دیکھے گا۔

(۳) مصیبت سے نجات ملتی ہے:

تین آدمی ایک سفر میں تھے، اچانک بارش شروع ہوگئی، بارش سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ لی، اوپر سے ایک چٹان لڑھک کر آئی اور غار کا منہ بند ہوگیا ہر ایک نے اپنے خالص عمل کا وسیلہ لے کر دعا کی۔

ایک نے کہا اے اللہ! مجھے ایک عورت نے گناہ کی طرف دعوت دی تھی میں گناہ کے ارادے سے اس کے قریب گیا لیکن تیرے خوف کی وجہ سے گناہ سے رک گیا اے اللہ! میرے اس عمل کو قبول کر لے اور اس مصیبت سے نجات دے دے تو دیکھا پتھر تھوڑا سا سرک گیا کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو کام پر لگایا جب شام کو اسے مزدوری

---

(۱) الترغیب ص ۲۱۸ ج ۳۔

دی تو وہ مزدوری تھوڑی سمجھ کر ناراض ہو کر چلا گیا اور وہ اجرت نہ لی میں نے اس کی اجرت کو تجارت میں لگایا میرے پاس ہر قسم کا مال جمع ہو گیا ایک عرصے کے بعد جب وہ واپس آیا تو اجرت کا مطالبہ کیا میں نے وہ سارا مال جو اس کی اجرت سے کمایا تھا اس کو دے دیا، یا اللہ یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہمیں اس کے بدلے اس مصیبت سے نجات دے، تو پتھر اور سرک گیا لیکن ابھی نکلنے کے لئے راستہ نہ بنا تھا۔

تیسرے نے کہا اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بکریاں چراتا ہوا جنگل میں دور نکل گیا تھا اور شام کو جب گھر آیا تو دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں، میں نے بکریوں کا دودھ نکالا اور جام بھر کر میں والدین کے سرہانے اس انتظار میں کھڑا رہا کہ جب بھی ان کی آنکھ کھلے تو میں دودھ کا جام ان کے سامنے پیش کر دوں جبکہ میرے چھوٹے بچے سارے دن کے بھوکے پیاسے میرے قدموں میں چمٹ رہے تھے (لیکن اس ڈر سے کہ میرے والدین ابھی تک دودھ نہیں پی چکے تو میں اپنے بچوں کو کیسے پلاؤں) اور دودھ لیکر صبح تک والدین کے سرہانے کھڑا رہا اور بالآخر والدین کو پلانے کے بعد اپنے بچوں کو پلایا، اے اللہ! اگر یہ عمل میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہو تو یہ پتھر ہمارے راستے سے ہٹا دے، چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا اور وہ تینوں صحیح سالم باہر نکل آئے۔ (۱)

تو معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے دنیاوی مصائب بھی دور ہو جاتے ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری۔

باپ کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ثلاث دعوات مستجابات لا شک فیھن دعوة الوالد و دعوة المسافر و دعوة المظلوم "(۱)

کہ تین دعائیں مقبول ہیں ان (کی قبولیت) میں کوئی شک نہیں

(۱) والد کی دعا اولاد کے لئے (۲) مسافر کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔

جب والد کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے تو والد کو اولاد کے حق میں بھرپور دعا کرنی چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ساتھ ایک بڑے میاں تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تیرے ساتھ یہ کون ہیں؟ عرض کیا کہ یہ میرے والد ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ باپ کے اکرام واحترام کا خیال رکھو ہرگز ان سے آگے مت چلنا اور ان سے پہلے مت بیٹھنا اور ان کا نام لے کر مت بلانا۔ (۲)

اگر اولاد نماز میں ہو اور والدین پکاریں تو......؟

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے والدین زندہ ہوتے یا ان میں سے کوئی ایک زندہ ہوتا اور میں نے نماز عشاء شروع کر دی ہوتی اور سورہ فاتحہ بھی پڑھ لی ہوتی پھر میری ماں مجھے بلاتی اے محمد! تو میں کہتا "لبیک" جی امی؟ (۳)

مسئلہ: عام حالات میں جب بھی ماں باپ بلائیں تو ان کے پکارنے پر حاضر خدمت ہو جائے اور

---

(۱) ابوداؤد۔ (۳) بیہقی۔

(۲) تفسیر درمنثور ص ۱۷۱، ج ۴۔

جو خدمت بتائیں انجام دے دے اگر نماز میں مشغول ہو اور اس وقت والدین میں سے کوئی آواز دے تو اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے:

(۱) ماں باپ اگر کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں مثلاً: پائخانہ وغیرہ کی ضرورت سے آتے جاتے پاؤں پھسل جائے اور دونوں میں سے کوئی گر جائے یا گر جانے کا قوی اندیشہ ہے اور کوئی دوسرا اٹھانے والا اور سنبھالنے والا نہیں ہو تو ان کو اٹھانے اور سنبھالنے کے لئے فرض نماز کا توڑ دینا واجب ہے۔

(۲) اگر انہوں نے کسی ایسی ضرورت کے لئے نہیں پکارا جس کا اوپر ذکر ہوا بلکہ یوں ہی پکار لیا تو فرض نماز نہ توڑے۔

(۳) اگر کسی نے سنت یا نفل نماز شروع کر رکھی ہے اور ماں باپ نے آواز دی لیکن ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلاں لڑکا یا لڑکی نماز میں ہے تو اس صورت میں نماز توڑ کر جواب دینا واجب ہے خواہ کسی ضرورت سے پکاریں خواہ بلا ضرورت یوں ہی پکار لیں اس صورت میں اگر نماز نہ توڑی اور ان کا جواب نہ دیا تو گناہ گار ہوگا۔

(۴) البتہ اگر ان کو معلوم ہے کہ نماز میں ہے اور یوں ہی بلا ضرورت پکارا ہے تو نماز نہ توڑے۔ (۱)

باپ بیٹے کا مال اس کی اجازت کے بغیر استعمال کر سکتا ہے:

نبی پاک ﷺ کے پاس ایک آدمی آئے انہوں یہ شکوہ کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے والد نے میرا مال لے لیا ہے، میرے مال پر قابض ہو گئے ہیں، جو کماتا ہوں وہ لے لیتے ہیں، خرچ کر لیتے ہیں رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اچھا ان کو بلاؤ، آنحضرت ﷺ کے کہنے پر جب

---

(۱) ذکرہ الشامی فی باب ادراک الفریضۃ۔

بلائے گئے اور ان کو پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ سے میرے بیٹے نے میری شکایت کی ہے تو انہوں نے دل ہی دل میں کچھ اشعار سوچے اور آنحضرت ﷺ کے پاس ابھی وہ پہنچے نہیں تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آگئے، دیکھئے جہاں باپ کا دل دکھا، اللہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیج دیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ یہ جو والد ہیں فلاں آدمی کے ان سے سن لیجئے کہ ان کا قضیہ کیا ہے اپنے بیٹے کے بارے میں، کیا نظریہ رکھتے ہیں ان سے سن لیجئے، تو رسول پاک ﷺ نے ان سے کہا ہاں! آپ کے دل میں اپنے بیٹے کے بارے میں کیا بات ہے وہ ذرا سنایئے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کو کیسے پتہ چلا؟ ابھی تک میں ان کلمات کو زبان پر نہیں لایا، دل ہی دل میں سوچا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ جبرئیل علیہ السلام آئے ہیں، انہوں نے مجھے خبر دی ہے اور کہا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے وہ کلمات سنوں جو آپ نے اپنے بیٹے کے لئے کہے ہیں تو انہوں نے وہ اشعار کہے میں وہ اشعار آپ کو سناتا ہوں، انتہائی دردناک اشعار ہیں جن میں ایک والد اپنی اولاد کی طرف سے پہنچنے والا دکھ سنا رہا ہے۔

بیٹے کے ستانے پر باپ کے دردناک اشعار:

"غذوتک مولودا وعلتک یافعا، تعل بما ادني إلیک وتنھل"

اے میرے بچے! میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے
بعد بھی تمہاری ذمہ داری اٹھائی تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی کا تھا۔

"اذالیلة نابتک بالشکو لم أبت، بشکواک الا ساھرا أتململ"

جب بھی کسی رات میں تیری بیماری آتی تھی تو میں تیری بیماری کی وجہ سے بیدار ہو کر بے چینی میں رات گزارتا تھا۔

”كأني أنا المطروق دونک بالذي، طرقت به دوني وعيني تهمل“

گویا تو نہیں بلکہ میں بیمار تھا حالانکہ وہ بیماری تجھے لاحق ہوئی تھی مجھے لاحق نہ ہوئی تھی اور میری آنکھ اشک بار رہتی۔

”تخاف الردى نفسي عليک وانها، لتعلم أن الموت حتم مؤجل“

مجھے تیری ہلاکت کا اندیشہ رہتا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا وقت مقرر ہے۔

”فلما بلغت السن والغاية التي، اليهامدى ماكنت فيک أؤمل“

سو جب تو بالغ ہوا اور اس حد تک پہنچ گیا، جہاں تک پہنچنے کی میں تیرے بارے میں امید کرتا تھا۔

”جعلت جزائي منک جبها وغلظة، كأنک أنت المنعم المتفضل“

تو اب میرا بدلہ تو ترش روی سے اور سختی کے ساتھ دے رہا ہے گویا کہ تو ہی مجھ پر فضل واحسان کرتا رہا۔

”فليتک إذ لم ترع حق أبوتي، فعلت كما الجار المجاور يفعل“

کاش کہ اگر تو میرے باپ ہونے کے حق کا خیال نہیں کر سکا تو کم از کم
ایسا سلوک کرتا جیسا کہ ایک پڑوسی قریبی پڑوسی کے ساتھ کرتا ہے۔

”وسميتني باسم المفند رايه، وفي رايک التفنيد لو كنت تعقل“

تو مجھے ناقص العقل ہونے کے طعنے دیتا ہے حالانکہ یہ کم عقلی تیری رائے میں ہے اگر تو سمجھتا ہے۔

باپ کا درد سن کر نبی اکرم ﷺ کا تأثر:

جب رسول پاک ﷺ کے سامنے اس نے یہ کلمات جا کر بولے تو آپ ﷺ نے اس کے بیٹے کو سخت ڈانٹا اور فرمایا: اٹھ جاؤ،

”أَنْتَ وَمَالُکَ لِأَبِیْکَ“(۱)

تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کا ہے تیرا اس میں کچھ بھی
نہیں ہے، اپنے والد کے ساتھ ظلم وزیادتی نہیں کیا کرتے۔

---

(۱) روح المعانی ص ۶۷ ج ۱۵۔

محترم سامعین بربادی ہے ہلاکت ہے تباہی ہے، نسلیں کی نسلیں برباد ہو جائیں گی، یاد رکھئے گا اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس کی نسلیں کی نسلیں برباد ہو جائیں گی۔

رزق کی کشادگی کے تین اسباب:

آدمی اگر تین کام کرلے تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس کو رزق کی تنگی میں مبتلاء نہیں فرمائیں گے، ایک ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرلے، دوسرا نماز کا اہتمام کرلے، تیسرا استغفار کرلے، یہ تین کام کرے گا تو رزق میں وسعت ہوگی۔

نماز کی اہمیت پر واقعہ:

ایک واقعہ سناتا ہوں جس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوگا، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قادسیہ کا علاقہ فتح ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم ایک وادی میں گئے ایک جنگل میں گئے وہاں جب ہم نے اذانیں دیں تو پہاڑ سے آواز آنے لگی، ہمارے مؤذن نے کہا ''اللہ أکبر اللہ أکبر'' تو پہاڑ سے آواز آئی ''كَبَّرْتَ كَبِيرًا'' کہ وہ ذات جس کی کبریائی کے کیا کہنے جس کی ذات بہت بڑی ہے آپ نے اس کی بڑائی کو بیان کیا۔

مؤذن نے کہا ''أَشْهَدُ أن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللہُ'' تو وہاں سے آواز آئی ''لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةَ الإِخْلَاصْ'' یہ اخلاص اور توحید والا کلمہ آپ نے کہا ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللہِ'' جب مؤذن نے کہا تو وہاں سے آواز آئی ''نَعَمْ هُوَ الَّذِيْ بَشَّرَ بِهٖ عِيْسَى ابنُ مريمْ'' یہ وہ نبی ہیں جس کے متعلق عیسیٰ بن مریم نے ہمیں خوشخبری دی تھی، جب مؤذن نے کہا ''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة،

حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ" تو آواز آئی "طُوبَىٰ لِمَن حَافَظَهَا وَوَاظَبَهَا" خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے نماز کی مواظبت کی "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة" آؤ نماز کی طرف تو آواز آئی خوش نصیب ہے وہ انسان جو نماز کی پابندی کرے۔

اور جب ہمارے مؤذن نے کہا "حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ" آجاؤ کامیابی کی طرف تو اس نے کہا ہاں جس انسان نے اس کو لے لیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، پھر جب ہمارے مؤذن نے کہا "اللہ أکبر اللہ أکبر" تو اس نے وہی کلمات دہرائے "كَبَّرْتَ كَبِيرًا"۔

اور جب ہمارے مؤذن نے کہا "لا الٰہ الّا اللہ" تو پھر اس نے کہا "لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةَ الإِخْلاَصِ" پھر صحابی ﷛ کہتے ہیں جب سب نماز سے فارغ ہوگئے تو ہم نے آواز دی تم کون ہو؟ تم جن ہو؟ انسان ہو؟ کونسی مخلوق ہو؟ نظر نہیں آتے ہو، سامنے تو آؤ، وہ سامنے آیا اور اس نے کہا کہ میں عیسیٰ بن مریم کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے لئے دعا کی تھی کہ اے اللہ! تو مجھے قیامت تک زندگی عطاء کر، اس لئے میں یہاں زندہ موجود ہوں اور جب تم جاؤ اپنے شہر مدینہ میں تو عمر بن خطاب ﷛ کو میرا اسلام کہنا۔

اس واقعہ سے نماز کی اہمیت کا اندازہ کریں یہ بات حق ہے کہ "طُوبَىٰ لِمَنْ حَافَظَهَا وَوَاظَبَهَا" کامیاب ہے وہ انسان خوش نصیب ہے وہ انسان جو اس نماز کی مواظبت کرے محافظت کرے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی کامیاب کرے گا اور آخرت میں بھی کامیاب کرے گا تو عرض یہ کر رہا تھا جو آدمی نماز کا اہتمام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رزق کی تنگی میں کبھی بھی مبتلاء

نہیں کریں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى"(۱)

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہیئے اور اس پر ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے بلکہ روزی تو ہم آپ کو دینگے۔

یعنی ہم تم سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ تم اپنا اور اپنے اہل وعیال کا رزق اپنے زورِ علم و عمل سے پیدا کرو بلکہ یہ معاملہ ہم نے اپنے ذمّے لے رکھا ہے کیونکہ رزق کی تحصیل دراصل انسان کے بس میں ہے ہی نہیں۔

دوسرا جو آدمی ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرے گا اس کو بھی اللہ تعالیٰ رزق کی تنگی میں مبتلاء نہیں کریں گے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور دنیا میں اس کی عمر دراز ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ (۲) یعنی قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

تیسرا کام جو آدمی استغفار کی کثرت کرے گا استغفار کا اہتمام کرے "أستغفر الله أستغفر الله" پڑھتا رہے یا جب بھی گناہ سرزد ہو جائے دو رکعات صلوٰۃ التوبہ پڑھے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو بھی رزق کی تنگی میں مبتلاء نہیں کریں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً o يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَاراً o وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَاراً o"(۳)

تم اپنے رب سے استغفار کرو یعنی گناہوں کی معافی طلب کرو بے شک وہ بخشنے

---

(۱) سورۃ طٰہٰ۔
(۲) صحیح بخاری۔
(۳) سورہ نوح۔

والا ہے اور آسمان سے بارش برسائے گا اور تمہارے مالوں میں برکت عطا کرے گا۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص کثرت سے استغفار کرے گا اللہ اس کو رزق کی تنگی سے نکالے گا اور اس کے غم سے اس کو نجات عطا کرے گا اور وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ [1] ان تین کاموں کا اہتمام ہوجائے ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی، نماز کا اہتمام اور استغفار تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، نبی پاک ﷺ کا وعدہ ہے کہ ایسا انسان رزق کی تنگی میں مبتلاء نہیں ہوگا۔

مرحوم والدین کو راضی کرنے کے تین حل:

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی ہمیں بتایا کہ اگر کسی آدمی کے ماں باپ اس دنیا سے چلے گئے اور اس نے اپنے ماں باپ کو راضی نہ کیا، ساری زندگی ناراض کیا، تو اب کیا ہوسکتا ہے؟ اب بھی حل موجود ہے۔

رسول پاک ﷺ نے تین حل اس موقع کے بتائے ہیں:

پہلا حل والدین کے حق میں دعا کرنا:

اس کے متعلق تفصیل گذر چکی ہے وہ یہ کہ ان کے لئے دعائیں کرتا رہے،

فرمایا: ''رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِىْ صَغِيْراً'' (۲)

اے میرے پروردگار ان دونوں یعنی والدین پر رحم فرما
جیسا کہ انہوں نے میرے بچپن میں تربیت کی ہے۔

یہ دعا پڑھتا رہے اور ان کے واسطے استغفار کرتا رہے تو اللہ قیامت کے دن اس کو فرمانبرداروں میں سے اٹھائیں گے۔

---

(۱) الترغیب والترہیب۔

(۲) ابوداؤد۔

دوسرا حق والدین کے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا:

یہ بتایا کہ ماں باپ کے جو رشتہ دار ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران راستے میں ایک بوڑھے میاں انہیں مل گئے، ایک احسان تو یہ کیا کہ ان کو اپنے گھوڑے پر سوار کرلیا اور دوسرا احسان یہ کیا کہ اپنے سر سے عمامہ اتار کر ان کو دے دیا تو دیکھنے والے نے یہ کہا کہ حضرت کیا یہ احسان کافی نہ تھا کہ ان کو گھوڑے پر سوار کرلیا اور خود پیدل چل رہے تھے؟ تو فرمایا: ہاں یہ تو احسان میں نے اس لئے کیا ہے کہ راستہ چلتا ہوا کوئی بھی مسافر ہے اس کے ساتھ ہمیں یہ احسان کرلینا چاہیے لیکن دوسرا جو میں نے احسان کیا وہ اس لئے کہ میرے والد عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا گہرا تعلق تھا میں نے باپ کی محبت کی وجہ سے ان کو یہ انعام، اعزاز اور عزت بخشی ہے، کسی کو اپنا عمامہ اور پگڑی پیش کردینا یہ اُس دور میں سامنے والے کی سب سے بڑی عزت سمجھی جاتی تھی کہ ایک آدمی اپنے سر سے عمامہ اتار کر دوسرے آدمی کے سر پر رکھتا ہے، کتنی عزت کی بات ہے، یہ عزت کیوں دی؟ کہ وہ میرے والد کے دوست تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل بتایا ہے کہ اگر والدین دنیا سے ناراض ہو کر چلے گئے تو ان کے لئے دعائیں کرو، ان کے رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو، ان کے دوستوں کے ساتھ اور ملنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

تیسرا حق والدین کی قبر کی زیارت کرنا:

یہ بتایا کہ اگر والدین دنیا سے چلے گئے ہیں تو جا کر ان کی قبر کی زیارت کر کے آیا کرو، ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو آدمی اپنے والدین کی زیارت کرنے کے لئے ہر جمعہ قبر پر جاتا ہے

تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے برأت لکھ دیتے ہیں۔(۱)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہے کہ قبر میں اپنے باپ کو آرام پہنچائے اور خدمت کرے تو باپ کے انتقال کے بعد اس کے بھائیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھے۔(۲)

یہ بھی والدین کا حق ہے، آج تو المیہ یہ ہوگیا کہ پتہ ہی نہیں ہے کہ کہاں ہیں قبریں؟ اس لیے کہ تعلق ہی نہیں رہا، اس لئے کہ دل میں ہمدردیاں ہی نہ رہیں، تو آدمی کو جانا چاہیے، ہفتہ میں ایک مرتبہ یا مہینہ میں ایک مرتبہ یا دس دن میں یا بیس دن میں ایک مرتبہ جیسے سہولت ہو آدمی کو والدین کی قبر پر جانا چاہیے، وہاں جا کر کسی بدعت کا ارتکاب نہ کرے، بلکہ دعائے مغفرت اور جو دعائیں ہیں قبرستان جانے کی وہ دعائیں پڑھ کر آجائے۔

عورتوں کا قبرستان جانا منع ہے:

یہ حکم صرف مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں ہے، عورتوں کو قبرستان جانے کی اجازت نہیں ہے، نبی پاک ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا:

”لَعَنَ اللّٰہُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْهَا السُّرُجَ “(۳)

اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے ان عورتوں پر، جو قبروں کی زیارت کرنے جاتی ہیں اور ان لوگوں پر جو قبروں پر چراغاں کرتے ہیں۔

عورتیں اپنے گھر بیٹھ کر دعائیں کریں، وہ قبرستان نہ جائیں، ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے چند خواتین کو جنازے کے ساتھ جاتے دیکھا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے جنازے کو اٹھانا ہے......؟ عورتوں نے کہا نہیں اللہ کے رسول ﷺ! پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے قبر کھودنی

---

(۱) روح المعانی ص ۷۶ ج ۱۵۔ (۳) ابن ماجہ۔

(۲) احیاء العلوم۔

ہے......؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے مردے کو دفن کرنا ہے......؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر یہ تمہاری شرکت کس لئے......؟

اب آپ اندازہ کرلیں کہ اگر خواتین کا قبرستان جانا باعث خیر ہوتا تو نبی اکرم ﷺ ان کو اس بڑی خیر سے محروم نہ فرماتے وہ تو امت کے مردوں اور عورتوں سب کے لیے شفیق اور رحیم ہیں، آج ہمارے معاشرے میں جب شعبان کی پندرہویں تاریخ قریب آتی ہے تو پہلے سے تیاری شروع ہوجاتی ہے، خواتین کا اور مردوں کا قبرستان میں میلہ لگ جاتا ہے، سمجھ لیجئے ایک عورت اس موقع پر کتنے گناہ کررہی ہے۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کی منشاء کے خلاف کررہی ہے۔

(۲) اللہ کی لعنت کی مستحق بن رہی ہے۔

(۳) مردوں کے مجمع میں جارہی ہے۔

(۴) وہاں جا کر واویلا اور بین کرتی ہے یہ سب امور بڑے گناہ ہیں۔

والدین کے حق میں دعا کرنا ان کی بلندی درجات کا ذریعہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ جل شانہٗ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرمادیتا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ اے رب! یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا ہے؟ تو اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوتا ہے کہ تیری اولاد نے جو تیرے لیے مغفرت کی دعا کی ہے یہ اس کی وجہ سے ہے۔[1]

اپنی زندگی کا جائزہ لیں:

آپ دیکھ لیں، اپنی زندگی کا جائزہ لیں اگر یہ تین کام زندگی میں موجود ہیں، اور پھر بھی

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۵ از احمد۔

گھر میں پریشانیاں ہیں تو سمجھ لیں کہ کہیں کوئی کوتاہی ہوئی ہے، جو کوتاہی ہوئی ہے اس کوتاہی کی تلافی کرنے کی کوشش کریں، اگر اہتمام کرنے کے باوجود پریشانیاں ہیں تو سمجھ لیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کا مہمان ہمارے گھر میں آیا ہے، تنگی نبی کریم ﷺ کو بھی آئی ہے، فقر و فاقے نبی کریم ﷺ کو بھی آئے ہیں، اس تنگی سے ہمارے درجات بلند ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمیں مقام ملے گا، اللہ تعالیٰ ان تنگیوں کی وجہ سے وہ عطا کریں گے جو اعمال کی وجہ سے ہمیں نہیں مل پائے گا۔

یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے:

یاد رکھیے کہ ایک آدمی ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی بھی نہ کرے، نماز کا اہتمام بھی نہ کرے اور استغفار کا اہتمام بھی نہ کرے اور آپ کہو کہ رزق کی بڑی فراوانی ہے یاد رکھیے کہ وہ رزق کی فراوانی نہیں ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت اور استدراج ہے، استدراج کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دے رہے ہیں، آپ کے گھر میں جب چوہا ہوتا ہے تو آپ اس کو پکڑنے کے لیے اچھی اچھی چیزیں چوہے دان میں لگاتے ہیں، چوہا ان کو دیکھ کر آتا ہے تو چوہے کا اکرام کرنا مقصد نہیں ہوتا، بلکہ اسے ڈھیل دینا مقصد ہوتا ہے، اسے گرفت میں لانا مقصد ہوتا ہے، جب گرفت میں آجاتا ہے تو اس کے ساتھ وہی حشر کیا جاتا ہے جو کرنا چاہیے تھا۔

میرے دوستو اور بزرگو! اسی طرح سے اگر ان تمام نافرمانیوں کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے کسی پر وسعت کر رکھی ہے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میرے اوپر وسعت ہے اور مجھ سے اللہ تعالیٰ راضی ہے..... نہیں نہیں یہ وسعت اللہ کی رضامندی کی دلیل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ڈھیل دی ہے

اور جب گرفت آئے گی تو ایسی گرفت آئے گی کہ اس گرفت کے اثرات نسلوں تک چلیں گے،

چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے:

" فَلَمَّا نَسُواْ مَا ذُكِّرُواْ بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ

حَتَّى إِذَا فَرِحُواْ بِمَا أُوتُواْ أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ"(۱)

پھرانہیں جونصیحت کی گئی تھی، جب وہ ان پر اترانے لگےتو ہم نے

اچانک ان کو آ پکڑا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بالکل مایوس ہوکر رہ گئے۔

والدین اولاد سے ہر حال میں شفقت کریں:

والدین کو بھی چاہیے کہ اپنی اولادوں کے معاملے میں وہ بھی حسن سلوک سے کام لیں، بڑوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ شفقت اور رحمت والا معاملہ کریں اور شفقت اور رحمت والے معاملے کی سب سے بڑی تاثیر ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لیے دعا کریں، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ باپ کی دعااولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے، بندہ جب اپنے لیے دعا کرتا ہے یہاں قبولیت کا وعدہ نہیں ہے لیکن جب والد اپنی اولاد کے لیے دعا کرے، والدہ اپنی اولاد کے لیے تڑپ کر دعا کرے تو اللہ کے نبی ﷺ کا وعدہ ہے کہ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی، ایک آدمی جو اپنے لیے مانگ رہا ہے ممکن ہے کہ قبول نہ ہو لیکن اللہ کے نبی کا وعدہ ہے کہ جو والد اپنی اولاد کے لئے دعا کرے گا، جو والدہ اپنے بچوں اور بچیوں کے لئے دعا کرے گی اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو رائیگاں اور ضائع نہیں فرمائیں گے،ضرور قبول فرمائیں گے، اللہ نے قرآن

---

(۱) سورۃ الانعام۔

مجید میں ان لوگوں کو اپنے خالص اور مقرب بندے بتایا کہ جو اولاد کے حق میں یہ دعا کرتے ہیں:

"رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَاماً"(۱)

کہتے ہیں کہ:

"ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی
ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنادے۔"

علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا ہے کہ جب والدین اپنی اولاد کے لئے اللہ سے تڑپ تڑپ کے ہدایت کی دعا مانگیں تو ضرور قبول ہوتی ہے اسی طرح اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب بیوی شوہر کے لئے یا شوہر بیوی کے لئے جائز دعا کرے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔(۲)

نبی کریم ﷺ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے:

"مَانَحَلَ وَالِدٌ وَلَداً مِنْ نَحَلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ"(۳)

دیکھو والد اپنی اولاد کو بہت کچھ دیتا ہے، مال بھی دیتا ہے، پالتا بھی ہے، پروان بھی چڑھاتا ہے، فرمایا: بہت کچھ دیا بہت کچھ دیا لیکن سب سے بہتر عطیہ، سب سے بہتر ہدیہ، والدین کا اولاد کے لیے کون سا ہے؟ فرمایا: وہ اچھی تربیت ہے، سب سے بہترین صدقہ وہ اچھی تربیت ہے۔(۴)

---

(۱) سورۃ الفرقان۔
(۲) تفسیر قرطبی۔
(۳) جامع ترمذی۔
(۴) الترغیب والترہیب۔

کس کا نامہ عمل مرنے کے بعد جاری رہتا ہے:

میرے بھائیو دوستو بزرگو! آنحضرت ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ آدمی جب دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کا نامۂ اعمال ختم ہو جاتا ہے لیکن وہ آدمی جس نے اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی ہو، نیک تربیت کی ہو، دینی ماحول فراہم کیا ہو، دینی ماحول میں جوڑنے کی کوشش کی ہو، اچھے ماحول میں بٹھایا ہو تو فرمایا: یہ بچے یہ اولادیں جب ماں باپ چلے جائیں گے ان کے لئے دعائیں کریں گی، ارشاد فرمایا رسول پاک ﷺ نے کہ ان والدین کا نامۂ اعمال چلتا رہے گا کہ جس کا نیک لڑکا اپنے باپ کے لئے دعائیں کرے تو یہ جب ہو گا کہ جب ہم اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں گے ہم اپنی اولاد کی نماز کو، روزے کو، اپنی اولاد کے اخلاق کو دیکھیں کہ کہیں ایسی صحبت تو اختیار نہیں کر رہے کہ جس سے ہماری اولاد کے اخلاق برباد ہوں، ایسی صحبت تو اختیار نہیں کر رہے جس سے ہماری اولاد کی نمازیں ضائع جا رہی ہوں، کہیں ایسی صحبت میں تو نہیں جا رہے کہ جس سے ہماری اولاد کی عزت برباد ہو جائے ہماری اولاد کے ناموس اور تقدس برباد ہو جائے۔

والدین اولاد کی فکر کریں:

ان تمام باتوں کی فکر ایک والد کو کرنی ہے، ایک والدہ کو کرنی ہے، اگر ہم نے حسن سلوک سے کام لیا تو یاد رکھئے کہ ہماری اولاد بھی ہمارے ساتھ حسن سلوک کیا کرے گی، والدین حسن سلوک کریں گے تو اولاد کو بھی اللہ حسن سلوک کی توفیق دے گا اور اگر والدین اولاد کے ساتھ

حسن سلوک نہ کریں اور اولاد کی حق تلفی کریں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اولاد کے دل میں والدین کا بغض پیدا ہوگا اور جب بغض پیدا ہوگا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر کے اندر نفرتیں پیدا ہوں گی، نفرتوں کی آگ بھڑکے گی، اور اس آگ میں ایک دو نہیں بلکہ کئی کئی افراد لپیٹ میں آجاتے ہیں، تو ہر آدمی تھوڑا سا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کہ ہم کہاں کہاں کوتاہی کر رہے ہیں، ماں باپ ہیں تو دیکھیں کہ ہم نے اولاد کے سلسلے میں کوئی کوتاہی تو نہیں کی، اگر کی ہے تو اللہ سے توبہ واستغفار کریں، اولاد ہے تو دیکھے کہ ہم اپنے والدین کے کسی حق میں، جانی خدمت میں، مالی خدمت میں، عزت میں، احترام میں، کسی جگہ کوئی کوتاہی تو نہیں کر رہے ہیں، اگر کوتاہی کر رہے ہیں تو آج سے ہی فرمانبرداری کا ہم عزم کریں اور گذشتہ زندگی پر توبہ کریں، اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے......آمین!

”وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“

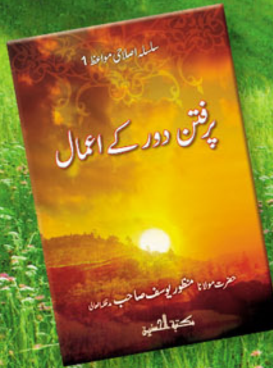




FIKR-E-AKHIRAT









مکتبہ فکر آخرت

جامع مسجد رفاہ عام ملیر ہالٹ کراچی

www.fikreakhirat.org